افکار

(معاصر محترم ہفتہ وار ' صدق جدید ' لکھنؤ کی حالیہ اشاعت بابت ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۶۴ع میں جناب مولانا عبدالماجد دریا بادی نےاپنے مشہور و مقبول شذرات (''سچی باتیں'') میں‌اس ماہنامہ اور ادارے کو یاد فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ ان کا شذرہ من و عن درج ذیل ہے۔ آخر میں ہم اپنی چند گزارشات ان کی خدمت میں بصد ادب پیش کر رہے ہیں۔ مدیر)

کراچی کا ایک اسلامی ادارہ۔

کراچی کے دینی ماہ نامہ ''بینات'' میں دلی مسرت کے ساتھ یہ خبر پڑھنے میں آئی :-

''مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی'' کراچی، کے ڈائرکٹر ڈاکٹرفضل الرحمن اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ' کراچی کے بانی و صدر حضرت مولانا بنوری میں دینی مسائل پر بالمشافہ تبادلہ خیال اور افہام و تفہیم کی صورت نکل آئی ہے۔ امید ہے کہ باہمی تعاون سے سچی دینی خدمت کی بنیاد پڑجائے۔ ۲۸ مئی ۶۴ء کو پہلی مرتبہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی دعوت پر مولانا ممدوح نے ادارہ تحقیقات کے شرکاء اور معاونین سے خطاب فرمایا۔ جس میں دینی تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے چند قیمتی اصول بیان فرمائے'' (۱)

خبر یقیناً ایک بڑی خوش خبری ہے۔ لیکن توقعات کو بہت زیادہ قائم کرنا صحیح نہ ہوگا۔ جو ادارے قائم ہی مختلف بنیادوں پر ہوں ان کے

درمیان تعاون بس ایک خاص ہی حد تک ہو سکتا ہے ۔ اس سے زیادہ نہیں - مولانا بنوری کے ادارے خالص دینی رنگ کے ہیں ۔ ان کا مقصد تمامتر دین ہی کی خدمت ہے ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اس کے برعکس اصلاً ایک علمی ادارہ ہے ، گو اس کی تحقیق کا موضوع دین اسلام ہی ہو ۔ اور وہی جزوی اختلاف مقصد کے ساتھ دونوں کے طریقے بھی جدا رہیں گے ۔ البتہ کوشش تعاون و تفاہم کے بعد دونوں کے اختلاف میں جس حد تک کمی آ جائے ، اور جس بڑی حد تک اشتراک پیدا ہو جائے - وہی بہت غنیمت اور موجب صد شکر ہے — (۲)

تحقیقات اسلامی کا ترجمان سہ ماہی(۳)رسالہ فکرونظر اب کچھ روز سے صدق کے تبادلہ میں موصول ہونے لگا ہے ۔ اس کے دو تین نمبر دیکھ کر پتا یہ چلا کہ اس کے ڈائرکٹر فضل الرحمن خالص مستشرق ہیں، اپنے استادوں کے رنگ میں فکری حیثیت سے سو فی صدی ڈوبے ہوئے - انداز فکر ہی نہیں لفظ و انداز بیان تک مستشرقانہ (۴) عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوچا سب کچھ انگریزی میں گیا ہے ۔ اور پھر اسے رک رک کر اردو عبارت میں ادا کر دیا گیا ہے -(۵) ان کی زبان کی تہذیب اور متانت اسلوب بھی اعلا قسم کے مستشرقوں ہی کی طرح ہے - یعنی مجادلانہ و جارحانہ و دلازار نہیں - بلکہ لب و لجہ بہت ہی سنبھلا اور جنچا تلا ہوا (۶) افسوس ہے کہ انہیں کے ساتھ مخصوص ہے ۔ رسالہ کے دوسرے مضمون نگار اس میں شریک نہیں (۷) اور ایک صاحب کا تو (جو ٹھیٹھ مولوی ٹائپ کے اور معمر ہیں) خاص طور پر تکلیف دہ ، اشتعال انگیز و مجادلانہ ہے - اور بڑے سے بڑے محدث کے حق میں بھی شاید ہر قسم کا تبرا جائز (۸) ''بینات'' کی دی ہوئی خبر کے ذکر سے اگر ''فکر و نظر'' کے لہجہ میں اتنا اعتدال پیدا ہو جائے تو یہ بھی ایک بڑی بات ہو گی -

---

ہماری چند گزارشات

(۱) مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی مرکزی ادارہ' تحقیقات اسلامی میں تشریف آوری کی خبر ماہنامہ '' فکر و نظر '' کے قارئین کرام کے لئے نئی

ہرگز نہیں - ہم اپنی جون سنہ ۶۴ کی اشاعت کے ''اخبار'' میں (ص ۹۷) اس کی تفصیل شایع کر چکے ہیں -

(۲) دورحاضر ''دین'' و ''دنیا'' کی تفریق کے ہاتھوں نالاں ہے۔ اب مدیر '' صدق '' نے دین و علم کی دوئی کا اعلان فرمادیا ہے - ان کے نزدیک مولانا محمد یوسف بنوری کا رسالہ '' بینات '' اور ان کی سر پرستی میں چلنے والے دوسرے ادارے '' خالص دینی رنگ کے ہیں '' اس کے '' برعکس '' ادارہ تحقیقات اسلامی '' اصلاً ایک علمی ادارہ ہے - ''

افسوس کہ یہ اس دین کے بارے میں '' سچی باتیں '' کہی جا رہی ہیں، جس کی تبلیغ کی ابتدا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۞ (اے پیغمبر، پڑھئے اس خدا کا نام لیکر جس نے پیدا کیا) سے ہوئی اور جس کے نبی ص کو یہ حکم تھا کہ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۞ (اے پیغمبر، کہئے کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ کرتا رہ) -

ہم اس ماہنامہ یا اس ادارہ کے '' دینی '' ہونے یا نہ ہونے کے متعلق خود کیا عرض کریں جب کہ اس بارے میں صحیح اور سچی بات تو اس کی ہے جو مَٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ہے - ہم اسی سے ہدایت کے طالب ہیں اور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے قارئین کو دین کی سمجھ اور دین کو دنیوی معاشرے میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ البتہ ان سطور میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور ان کی سرپرستی میں چلنے والے موقر علمی اداروں پر غیر علمی ہونے کی جو تعریض ہے ، اس پر ہمیں سخت حیرت ہے اور ملال ہم حیران ہیں کہ تاکید الذم بما یشبہ المدح کی صنعت کے اس عجیب و غریب استعمال کو جناب مدیر ''صدق'' کا ایک ادبی کرشمہ سمجھیں یا کچھ اور -

(۳) '' سہ ماہی '' نہیں بلکہ ماہنامہ !

(۴) استشراق اور مستشرقین کے بارے میں ہم پچھلے ماہ کے '' افکار '' میں اپنے خیالات پیش کر چکے ہیں - حالیہ شمارے کے '' نظرات '' میں اس سلسلے کی چند اور گزارشات پیش خدمت ہیں - ہم یہاں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں سمجھتے - کیونکہ اگرچہ مدیر '' صدق '' کی مندرجہ بالا سطروں

سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستشرقین کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے لیکن وہ خود اپنی تصنیفات میں ان مستشرقین کو بڑے سے بڑا خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں۔ ' فیہ ما فیہ ' کے دیباچے میں انہوں نے نکلسن (Nicholson) ماسیناں (Massignon) وغیرہ سے جس درجہ عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تفسیر میں یہودیوں کی انسائیکلوپیڈیا اور اسی قبیل کی دوسری مستشرقانہ تحریروں کی جس قدر بھر مار ہے ہم اسے مستحسن نہیں سمجھ سکتے۔ اور ان مستشرقین کے علمی معیار کے ہم اس قدر قائل نہیں جس قدر حضرت مولانا نظر آتے ہیں۔

(۵) ان مقالات کو ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب نے صرف سوچا ہی نہیں بلکہ لکھا بھی انگریزی ہی میں تھا۔ یہ مقالے پچھلے سال اس ادارے کے سہ ماہی انگریزی مجلہ اسلامک اسٹڈیز (Islamic Studies) میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ انگریزی مجلہ مولانا دریا بادی کی خدمت میں بھیجا جاتا رہا ہے۔ اور مولانا ممدوح پچھلے ہی سال اس کی تعریف و توصیف میں ایک شذرہ تحریر فرما چکے ہیں جس کے لئے ہم نہایت ممنون ہیں ' لیکن اب اس صنعت تجاہل عارفانہ کو کیا کہیئے۔

(۶) پچھلے جملوں کے برخلاف اس جملے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا عبدالماجد صاحب مستشرقانہ طرز عبارت کو '' مولوی ٹائپ '' کی تحریر سے فی الجملہ بہتر سمجھتے ہیں۔

(۷) افکار کے ذیل میں جو تحریریں تبادلہ' خیالات اور اور افہام و تفہیم کے لئے اس ماہنامے میں شایع ہوتی رہی ہیں ' ان میں سے بعض یقیناً ''مولوی ٹائپ '' کی تھیں۔ لیکن اس کو کیا کیجئے کہ مدیر '' صدق '' کا اپنا تبصرہ مغرب کے مستشرقین کے رنگ میں نہیں ' بلکہ مشرقی انداز میں صنائع معنوی کے التزام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

(۸) یہاں علامہ تمنا عمادی کی طرف ایسی تعریض ہے جسے ہم نہ مشرقی طرز تحریر کا مثالی نمونہ کہہ سکتے ہیں نہ یہ مستشرقانہ انداز بیان ہے۔